مروجہ ماتم و نوحہ کی شرعی حیثیت

ماہِ محرم اپنے ساتھ جہاں نئے سال کی آمد کا مژدہ لاتا ہے، وہاں کچھ غمناک اور المناک یادیں بھی تازہ کر دیتا ہے کہ اس ماہ میں دو عظیم المرتبت ہستیاں نشانۂ ظلم و ستم بن کر دوسری دنیا کی طرف کوچ کر گئیں۔

ان میں پہلی ذاتِ مقدسہ، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محترم رفیق و وزیر اور مومنوں کے امیر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

جب کہ دوسری محترم شخصیت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اول الذکر نے یکم محرم الحرام کو مدینۃ الرسولؐ میں شہادت پائی، اور ثانی الذکر دس محرم کو میدانِ کربلا میں شہید ہوئے ــــــ اور اندوہ و غم کے سائے اس وقت اور گہرے ہو جاتے ہیں، جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان سے پہلے حضرت حسینؓ کے والد حضرت علیؓ، اور حضرت حسینؓ کے چچا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ظالموں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر گئے۔

مصائب و آلام، ابتلاء و رنج و محن اس کاروبارِ حیات کا لازمہ ہیں، اور اہل ایمان کو تو بالخصوص اس دنیا میں آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تاہم دیکھنا یہ ہے کہ شریعت نے ان مواقع پر ماتم و واویلا، نوحہ و سینہ کوبی کو فرض، واجب اور مباح قرار دیا ہے یا ممنوع، مقبوح اور مکروہ سمجھا ہے؟

سب سے پہلے تو شہدائے بدر کو لیجیے، ان کی شہادت پر جب مسلمانوں نے غم و الم کا اظہار کیا تو سورۃ البقرۃ کی پانچ آیات "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ " سے لے کر " أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ " تک نازل ہوئیں۔
یعنی " ایمان والو، صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی معیت صبر کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ الخ !"

شریعت کے اسی حکم کا نتیجہ تھا کہ شہدائے احد کی شہادت پر کسی بے صبری کا اظہار نہیں کیا گیا، حتیٰ کہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر اہل بیت اور مسلمانوں نے قطعاً نہیں کیا۔

خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات امت پر کتنا بڑا سانحہ ہے، لیکن حضرت علی رضؓ نے اس موقع پر صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، نہ سیدہ فاطمہ رضؓ نے ماتم کو روا رکھا اور نہ جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے !

بعد میں جب حضرت حسنؓ اپنے ہی شیعوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر گئے تو حضرت حسین رضؓ نے کوئی ماتمی جلوس نہ نکالا ____ اور خود حضرت حسینؓ اپنے لواحقین کے ساتھ کربلا میں شہید کر دیئے گئے تو بقیہ خاندانِ اہلِ بیت کے کسی فرد نے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ ماتم و تعزیئے کی جو شکل ہم آج دیکھ رہے ہیں، خود شیعہ اکابر کے دور میں بھی ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔

نوحہ و ماتم سُنّت کے آئینہ میں

ماتمی کا مقام :

" عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منّا من لطم الخدود وشقّ الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية " (صحیح بخاری جلد اول ص۱۷۳)

" حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (جو ماتم کرتا ہوا) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت والا دعویٰ کرے، وہ ہم میں سے نہیں !"

جاہلیت کے دعویٰ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جاہل لوگ رونے میں بیہودہ الفاظ کہتے

ہیں، وہ کہے جائیں۔

ماتمی سے رسول اللہ کی بیزاری :

۱۔ "عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریٔ من الصالقۃ والحالقۃ والشاقۃ" (صحیح بخاری جلد اول ص۱۷۵)

"حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عورت سے بیزار ہیں جو ماتم میں چیخے یا سر کے بال منڈائے یا کپڑے پھاڑے۔"

——— یہاں عورت کا تذکرہ اس کے کثرتِ نوحہ کی وجہ سے ہے، ورنہ یہ حکم فی الحقیقت مرد وزن دونوں کے لیے ہے۔

۲۔ خود آپؐ نے بھی فرمایا :

"انا بریٔ ممن حلق وصلق وخرق" (متفق علیہ)

"میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ماتم میں سر کے بال منڈائے، بلند آواز سے روئے یا کپڑے پھاڑے۔"

ترکِ ماتم پر بیعت :

"عن ام عطیۃ رضی اللہ عنہا قالت اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنا البیعت ان لا ننوح" (صحیح بخاری جلد اول ص۱۷۵)

"ام عطیہ رضؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لی کہ ہم آئندہ نوحہ وماتم نہ کریں گی۔"

ماتمیوں سے سلوک :

ماتم سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود جب کچھ عورتوں نے اسے جاری رکھا تو آپؐ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ان کے منہ میں مٹی ڈالے۔

چنانچہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ نے بھی نوحہ وماتم کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالی، ان

پر پتھر پھینکے، انھیں لاٹھیاں ماریں اور انھیں شہر بدر کر دیا۔ (صحیح بخاری جلد اول صـــ۱۷۴)

حضرت خالدؓ کی وفات پر چند عورتیں مرثیہ و نوحہ کناں پائی گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؓ خود موقع پر تشریف لائے، ایک ایک کو برآمد کر کے درّوں کی سزا دی اور باہر نکال دیا ــــ درّہ بازی کے دوران ایک عورت کی اوڑھنی گر گئی تو کسی نے "خِمارُھا" کہہ کر توجہ دلائی۔ آپؓ نے غصّہ میں فرمایا: "چھوڑو! اس قانون شکنی کے بعد اس کی عزت ہی کہاں ہے؟" (منتخب کنز، ج ۶ صـــ۲۶۴)

نوحہ و ماتم شیعہ کتب کی روشنی میں

ـــ

انھی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی
انھی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی

۱۔ "فروع کافی"، جلد دوم کتاب النکاح میں مصنف نے درج ذیل حدیث درج کی ہے:

"قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا فاطمة اذا انا متّ فلا تخمشی علیّ وجها ولا ترخی علیّ شعرا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علیّ نائحة۔"

"رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ رضؓ، جب میں فوت ہو جاؤں تو چہرے کو مت نوچنا، بال پراگندہ نہ کرنا، واویلا نہ کرنا اور نہ ہی نوحہ کرنے والی کو کھڑا کرنا!"

۲۔ "نہج البلاغة" جلد ۳ صـــ۱۸۵ مطبوعہ مصر میں ہے:

"من ضرب یدہٗ علیٰ فخذہٖ عند مصیبة لحبط عملهٗ۔"

"جس نے مصیبت میں ران پیٹی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔"

۳۔ "اصول کافی" جلد ۴، کتاب الایمان والکفر، باب الصبر میں حدیث ۲ یوں ہے:

"عن ابی عبدالله قال الصّبر من الایمان بمنزلة الرّأس من الجسد کذالك اذا ذهب الصبر ذهب الایمان۔"

"ابو عبداللہ (جعفر صادقؒ کی کنیت ہے) سے روایت ہے کہ آپؒ نے فرمایا،

صبر کی نسبت ایمان سے اس طرح ہے، جیسے سر کی نسبت بدن سے ہے۔ (جب سر علیحدہ ہو جاتا ہے تو بدن بیکار ہو جاتا ہے) اسی طرح جب صبر چلا جائے، ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔"

۴۔ "فروع کافی" جلد اول ص۱۱۸ پر ہے:

"قال ابو جعفر لمّا توفی طاهر بن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نهی خدیجۃ عن البکاء۔"

"ابو جعفر (محمد باقرؒ کی کنیت ہے) نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبد اللہ (طیب طاہر) فوت ہوئے تو آپؐ نے خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کو رونے سے منع فرمایا۔"

۵۔ "اصول کافی" کتاب الایمان والکفر، باب الصبر ج ۲ میں حدیث ۴ یوں ہے:

"قال علیّ بن حسین، الصّبر من الایمان بمنزلۃ الرّأس من الجسد، ولا ایمان لمن لا صبر لہٗ۔"

"علیؒ بن حسینؓ (ان کا لقب زین العابدینؒ ہے) نے فرمایا:

"صبر ایمان میں ایسے ہی ہے، جیسے جسم میں سر —— جس میں صبر نہیں، اس میں ایمان نہیں!"

۶۔ "اعلام الورٰی باعلام الہدٰی للطبرسی ص۲۳۶ (مطبوعہ ایران) میں حضرت حسینؓ کی اپنی بہن زینبؓ کو وصیت یوں درج ہے:

"یا اختاہ انّی اقسمت علیك فابرّی قسمی لا تشقّی علیّ جیبا ولا تخمشی علیّ وجھًا ولا تدعی علیّ بالویل والثّبور اذا انا اُھلکتُ۔"

"اے میری بہن، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، جب میں شہید ہو جاؤں تو میرے اوپر کھڑے ہو کر اپنے کپڑے نہ پھاڑنا، چہرے پر تھپڑ نہ مارنا اور مجھ پر واویلا نہ کرنا —— میری اس قسم کو پورا کرنا!"

۷۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت حسینؓ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو اہل بیت سے فرمایا:

"اوصیکنّ اذا انا قتلتُ فلا تشققّن علیّ جیبا ولا تلطمن علیّ خدًّا ولا

تخدا شن علیّ وجہاً"

"میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب میں شہید ہو جاؤں تو مجھ پر کھڑے ہو کر اپنے کپڑے نہ پھاڑنا، رخسار نہ پیٹنا اور نہ ہی اپنے چہرے نوچنا"

ان ارشادات کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ماتم اور گریہ زاری کرنے والوں اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے والوں کے ایمان کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا اپنے اکابر کی تعلیمات پر کہاں تک عمل ہے؟

کیا یہ امر باعثِ تعجب نہیں کہ جس واقعہ پر ائمہ نے صبر کیا — نہ جلوس نکالے، نہ مہندی لگائی، نہ ماتم کیا، نہ واویلا و آہ و بکا کو راہ دی، اس واقعہ پر انہی ائمہ کے نام لیوا ان سب باتوں کو مذہبی شعار کا درجہ دے دیں؟

ے قیامت خیز ہے افسانۂ پُر درد و غم میرا
نہ کھلواؤ زباں میری نہ اٹھواؤ قلم میرا

غور فرمائیے!

شہادتِ حسینؓ بلاشبہ تاریخ اسلام کا دلدوز واقعہ ہے، تاہم اگر ماتم وغیرہ آپؓ کی محبت کا سبب ہوتا تو مذکورہ تمام حضرات کے علاوہ دیگر اہلِ بیت بھی ضرور ہی ایسا کرتے اور کرنے کا حکم بھی دیتے — ویسے بھی حضرت حسینؓ، اپنے تمام تر فضائل کے باوجود کیا انبیاء و رسلؑ سے بڑھ کر افضل تھے؟

حالانکہ ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کے سر پہ آرے چلائے گئے، لیکن رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مظلوموں کی یادگار منانے کے لیے کبھی کوئی مجلس نہیں پڑھوائی، کوئی تعزیہ نہیں نکالا، اور کبھی نوحہ و ماتم کی محفلیں سجا کر مرثیہ خوانی نہیں کی۔

بلاشبہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ — اور ان سے پہلے حضرت حمزہؓ، حضرت خبیبؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، شہدائے بدر، شہدائے احد وغیرہ، ہزاروں شہداء اسلام ہیں۔ ان کی مظلومیت کیا کم تھی؟ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمانۂ رسالت میں ان کے لیے بھی کوئی ماتمی مجلس تیار نہ کی، نہ ہی آپؐ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کوئی کام کیا۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ

محرم الحرام کا آغاز ہوتے ہی چار پائیاں الٹ جاتی ہیں، غم و اندوہ کی کیفیات طاری ہو جاتی ہیں، گریہ و ماتم سے جیب و دامن تار تار کر لیے جاتے ہیں، اور ڈھول، تاشے، گانے، راگ، جلوس تعزیہ، شبیہ مزار، نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی کے مظاہرے کیے جاتے ہیں؟ —— یہ اسلامی تعلیمات سے انحراف نہیں تو اور کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب چیزیں بدعات و خرافات میں سے ہیں —— دعاء ہے، اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ پر رحم فرمائے، اور اس میں حقائق کو تسلیم کرنے کی جرأت پیدا کر کے اسے اصلاح کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

ے تجھے اے بلبلِ رنگیں نوا سوجھی ہے گانے کی
مگر مجھ کو پڑی ہے فکر تیرے آشیانے کی!

شعر و ادب

جناب فضل انبالوی

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا اُن کی شانِ یکتائی
جس کو دیکھو انہی کا شیدائی

جسم لاریب عنصری ان کا
کی مگر پھر بھی عرش پیمائی

گرچہ ہجرت کا تھا سفر مشکل
اور صحرا کی آبلہ پائی
کہا ساتھی سے اپنے "لاتحزن"
بہر تسکین و ہمت افزائی

ان کی مدحت سرائی کا ہے صلہ
فضلِ عاجز، کی خامہ فرسائی